گزشتہ سے پیوستہ

زندگانی پیغمبر اسلام

از: جعفر سبحانی، حوزہ علمیہ قم

اقتصادی ناکہ بندی

کسی معاشرہ میں اقلیتوں کو کچلنے کا آسان اور کارآمد طریقہ [illegible]ئی جدوجہد ہے جس کا ڈھانچہ باہمی اتحاد و اتفاق کی مدد سے تیار ہوتا ہے۔

[illegible] جدوجہد کے لئے مختلف النوع وسائل کی ضرورت ہوتی ہے کیونکہ جدوجہد کرنے والوں کو تازہ ترین [illegible]سلحوں کی ضرورت پڑتی ہے۔ فقط یہی نہیں بلکہ وہ لوگ اپنے جان و مال کی قربانی کے علاوہ سیکڑوں پستیوں اور بلندیوں سے گزرتے ہوئے مقصد کی راہ میں آگے بڑھتے ہیں۔ یہ ایک واضح حقیقت ہے کہ اس قسم کی جدوجہد میں سیکڑوں رنج و مصائب جھیلنے پڑتے ہیں۔ لہٰذا عقلمند حکمراں لازمی وسائل و امکانات کی فراہمی اور مکمل آمادگی کے ساتھ اس قسم کی جدوجہد شروع کرتے ہیں اور جب تک چھری ہڈی تک نہ پہونچ جائے اور جنگ کے علاوہ کوئی دوسرا چارۂ کار باقی نہ رہ جائے، وہ مثبت جدوجہد کے منصوبے کو عملی جامہ پہنانے کی بات نہیں سوچتے ہیں۔

لیکن منفی جدوجہد میں ان باتوں کی کوئی ضرورت نہیں ہوتی ہے بلکہ صرف ایک ہی چیز لازمی ہوتی ہے ایک بات پر اکثریت کا اتفاق و اتحاد۔

یعنی ایک مقصد و مکتب فکر پر عقیدہ و ایمان رکھنے والے لوگ بڑے خلوص کے ساتھ ایک دوسرے کے ساتھ متحد و متفق ہو جاتے ہیں کہ وہ معاشرہ میں موجود اقلیت کے ساتھ کسی قسم کا کوئی تعلق نہ رکھیں گے۔ اگر پہلے کوئی تعلق تھا تو اسے توڑ دیں گے، ان لوگوں سے کسی طرح کا لین دین نہ رکھیں گے اور ان کی موت و زندگی، غم و خوشی اور شادی بیاہ وغیرہ میں شریک نہ ہوں گے اور سماجی معاملات میں انہیں مداخلت نہ کرنے دیں گے اور ان لوگوں کے ذاتی امور میں بھی کسی طرح کا تعاون نہ کریں گے۔ ایسے ماحول میں اقلیتی جماعت والوں کے لئے اتنی وسیع زمین ایک تنگ قیدخانہ معلوم ہونے لگتی ہے۔ اور قطع تعلقات کا یہ دباؤ ہر لمحہ بڑھتا رہتا ہے یہاں تک کہ ان لوگوں کو اپنی نابودی کا خطرہ محسوس ہونے لگتا ہے۔

ایسے نامساعد اور جانگداز ماحول میں اکثر یہ دیکھا گیا ہے کہ مخالف اقلیتی جماعت والے اکثریت کے سامنے سر تسلیم خم کر دیتے ہیں اور اپنے مقصد کو ادھورہ چھوڑ کر اکثریت کی اطاعت و فرمانبرداری کرنے لگتے ہیں۔ لیکن ان لوگوں کا تعلق اس مخالف اقلیتی جماعت سے ہوتا ہے جس کی مخالفت میں روحانی و معنوی اور مذہبی و عقیدتی عوامل کارفرما نہیں ہوتے ہیں۔ مثلاً اقلیتی جماعت والے دولت و ثروت حاصل کرنے یا کوئی اونچا عہدہ و مرتبہ حاصل کرنے کے لئے اکثریتی جماعت کی مخالفت کر رہے تھے اور جیسے ہی انہیں خطرہ کا احساس ہوا اور وہ قید و محاصرہ کے رنج و غم سے دوچار ہوئے، وہ فوری طور پر اپنے موقف سے پیچھے ہٹ جاتے ہیں اور اکثریتی جماعت کے سامنے سر جھکا دیتے ہیں کیونکہ ان کی جدوجہد روحانی و ایمانی محرک کی حامل نہیں ہوتی ہے اور وہ محض مادی و دنیوی مقصد کی خاطر اپنی جدوجہد شروع کرتے ہیں اور جیسے

ہی انہیں زیادہ فائدہ دکھائی پڑتا ہے تو وہ جدوجہد کے بجائے اس فائدہ کی طرف چل پڑتے ہیں۔

لیکن جن لوگوں کی مخالفت کا ڈھانچہ ایمان اور مقصد کی بنیاد پر کھڑا ہوتا ہے وہ اس قسم کی دھمکیوں سے ہرگز لرزہ براندام نہیں ہوتے ہیں بلکہ نتیجہ مصائب اور ناکہ بندی کا دباؤ ان کے ایمان کی جڑوں کو اور زیادہ مستحکم بنا دیتا ہے اور وہ اپنے صبر وتحمل سے دشمن کے ہر حملے کا منہ توڑ جواب دیتے ہیں۔

تاریخ بشریت کے صفحات گواہ ہیں کہ ایمان واعتقاد وہ عظیم طاقت ہے جس کے سہارے اقلیتوں نے غیرمعمولی ثابت قدمی کے ساتھ اکثریت کے دباؤ کا ڈٹ کر مقابلہ کیا ہے اور اپنے مقصد کی راہ میں اپنے خون کا آخری قطرہ بھی نچھاور کردیا ہے لیکن اکثریت کے سامنے سر نہیں جھکایا اور تاریخ کے دامن میں اس کی سیکڑوں مثالیں موجود ہیں۔

قریش کا اعلان :-

سرداران قریش مذہب توحید پرستی کی حیرت انگیز اور روزافزوں ترقی سے سخت پریشان تھے اور انہیں ہمہ وقت اس کی ترقی کی راہ میں رکاوٹ پیدا کرنے کی فکر لگی رہتی تھی۔ وہ لوگ حضرت حمزہ جیسے لوگوں کے اسلام قبول کرنے، اسلام کی طرف قریش کے روشن دل نوجوانوں کے میلان اور "حبشہ" میں مسلمانوں کو حاصل ہونے والی سہولتوں سے بہت فکرمند وپریشان تھے۔ حکومت وقت کی سب سے بڑی پریشانی یہ تھی کہ اسلام کے خلاف اس کا ہر حربہ ناکام ہو رہا تھا اور اس کی مہلک سازشوں کا کوئی نتیجہ نہیں نکل رہا تھا آخرکار اکثریتی جماعت والوں نے حکومت وقت کے تعاون سے اسلام اور مسلمانوں کے خلاف "اقتصادی ناکہ بندی" جیسی خوفناک سازش تیار کی تاکہ مسلمانوں کی شہ رگ کاٹ دی جائے اور اسلام کی روزافزوں ترقی ختم ہوجائے اور اس مذہب کے بانی و پیروکاروں کو پوری طرح ہلاک کردیا جائے۔

چنانچہ سربراہان حکومت نے "منصور بن عکرمہ"

> تاریخ بشریت کے صفحات گواہ ہیں کہ ایمان واعتقاد وہ عظیم طاقت ہے جس کے سہارے اقلیتوں نے غیرمعمولی ثابت قدمی کے ساتھ اکثریت کے دباؤ کا ڈٹ کر مقابلہ کیا ہے اور اپنے مقصد کی راہ میں اپنے خون کا آخری قطرہ بھی نچھاور کردیا ہے لیکن اکثریت کے سامنے سر نہیں جھکایا اور تاریخ کے دامن میں اس کی سیکڑوں مثالیں موجود ہیں۔

ے خط میں ایک معاہدہ نامہ تیار کرایا جس پر سبھی لیڈران قریش نے دستخط کئے۔ اس کے بعد ان لوگوں نے اس معاہدہ نامہ کو خانہ کعبہ میں آویزاں کرتے ہوئے قسم کھائی کہ ملت قریش مرتے دم تک مندرجہ ذیل شرطوں پر پوری طرح عمل کرتی رہے گی۔

۱۔ "محمد ﷺ" کے چاہنے والوں کے ساتھ ہر قسم کی خرید وفروخت ممنوع وحرام ہوگی۔

۲۔ ان لوگوں کے ساتھ ملنا جلنا و تعلقات قائم کرنا حرام وممنوع ہوگا۔

۳۔ کسی کو مسلمانوں کے ساتھ ازدواجی تعلقات قائم کرنے کا حق حاصل نہ ہوگا۔

۴۔ اور آئندہ ہر معاملے میں "محمد ﷺ" کے مخالفین کی بھرپور حمایت کی جائے گی۔

مذکورہ معاہدہ پر قبیلہ قریش کے تمام بااثر لیڈروں نے دستخط کردے اور معاہدہ کو پوری طرح عملی جامہ پہنانے کی کوشش شروع ہوگئی۔ دوسری طرف پیغمبرؐ کے واحد حامی ومددگار حضرت "ابوطالبؑ" نے اپنے تمام رشتیداروں (اولاد ہاشم ومطلب) کو ایک جگہ جمع کیا اور انہیں حکم دیا کہ پیغمبرؐ کی بھرپور حمایت کریں۔ انہوں نے یہ بھی فیصلہ کیا کہ "خاندان" کے تمام لوگ شہر مکہ کے باہر پہاڑوں کے درمیان واقع "شعب ابی طالب" نامی وادی میں، جہاں ٹوٹے پھوٹے گھر اور جھونپڑے پڑے ہوئے ہیں، سکونت اختیار کرلیں اور مشرکین کی زندگی اور ان کے ماحول سے دور ہوجائیں۔ اور قریش کے اچانک حملے کا مقابلہ کرنے کے لئے حفاظتی چوکیاں قائم کی جائیں اور ان چوکیوں پر لوگوں کو ہمہ وقت چوکس رکھا جائے تاکہ وہ حملے کی اطلاع فوراً سب لوگوں کو پہونچادیں

یہ ناکہ بندی تین سال تک جاری رہی اور مسلمانوں پر دباؤ اور سختی بڑھتی چلی گئی اور بنی ہاشم کے بچوں کی جگر خراش فریاد مکہ کے سنگدل لوگوں تک پہونچنے لگی لیکن ان لوگوں پر دردبھری آواز کا قطعی کوئی اثر نہ ہوتا تھا۔ مسلمان مرد اور نوجوان فقط ایک دانہ خرما پر زندگی بسر کر رہے تھے اور کبھی کبھی ان لوگوں کو وہ خرما

بھی دو حصوں میں تقسیم کرنا پڑتا تھا۔ تین سال کی طویل مدت کے دوران فقط مقدس مہینوں کے علاوہ، جبکہ پورے عربستان میں مکمل امن و سلامتی کا ماحول ہوتا تھا، بنی ہاشم شعب ابی طالب سے باہر نکلتے تھے اور تھوڑی سی خرید و فروخت کر کے وہ پھر پہاڑ کی گھاٹی میں واپس چلے جاتے تھے اور ان کے عظیم رہنما کو فقط انہیں مہینوں میں اپنے مذہب کی تبلیغ کی توفیق حاصل ہوا کرتی تھی۔

لیکن لیڈران قریش کے غلاموں اور ایجنٹوں کو بھی ان مہینوں کے دوران مسلمانوں پر زیادہ اقتصادی دباؤ ڈالنے کی مہلت مل جایا کرتی تھی۔ وہ لوگ تقریباً تمام دوکانوں پر موجود رہتے تھے اور جب کوئی مسلمان خریدار دوکان پر آتا تو اس کو زیادہ مہنگی قیمت پر سامان بیچتے تھے تاکہ وہ اسے خرید نہ سکے۔

اس دوران بالخصوص "ابولہب" پیش پیش رہا کرتا تھا۔ وہ بازار میں نعرہ لگاتا ہوتا ہر دوکاندار سے یوں خطاب کیا کرتا تھا: "لوگو! اپنی چیزوں کی قیمت اتنی بڑھا دو کہ مسلمانوں میں خریدنے کی طاقت باقی نہ رہ جائے۔ وہ بڑھی ہوئی قیمت کو باقی رکھنے کے لئے ان اشیاء کو مہنگے داموں پر خود بھی خریدا کرتا تھا جس کے نتیجے میں چیزوں کی بڑھی ہوئی قیمت میں کمی نہیں آنے پاتی تھی۔

شعب ابوطالب میں بنی ہاشم کی دردناک حالت

گرسنگی اور بھوک کا دباؤ اتنا بڑھ چکا تھا کہ "سعد وقاص" کہتا ہے کہ ایک رات میں بھوک کی شدت کی وجہ سے وادی سے باہر نکلا۔ مجھے ایسا لگ رہا تھا کہ اب جان نکل جائے گی کہ اچانک مجھے ایک اونٹ کی سوکھی ہوئی کھال دکھائی دی۔ میں نے اس کھال کو دھویا، جلایا اور پھر اس کو کوٹ کر قدرے پانی میں بھگو دیا اور تین روز تک اسی پر گزر کرتا رہا۔

قریش کے جاسوس ہر راستہ پر پہرہ دیتے رہتے تھے کہ کوئی شعب ابی طالب میں سامان نہ پہونچانے پائے۔ لیکن اس مکمل پہرہ داری کے باوجود کبھی کبھی حضرت خدیجہ کا بھتیجہ "حکیم بن حزام اور "ابوالعاص بن ربیع" اور "ہشام بن عمر" آدھی رات گزرنے کے بعد کچھ گیہوں اور خرما اونٹ کی پیٹھ پر لاد کر شعب ابی طالب کے قریب لے آتے تھے پھر مہار اونٹ کی گردن میں لپیٹ کر اسے تنہا چھوڑ دیتے تھے۔ اور کبھی کبھی یہ کوشش ان لوگوں کی گرفتاری کا باعث بن جایا کرتی تھی۔ ایک دن ابوجہل نے دیکھا کہ حکیم بن حزام کھانے پینے کا کچھ سامان ایک اونٹ پر لادے ہوئے شعب ابی طالب کی طرف چلے جا رہے ہیں۔ وہ یہ دیکھ کر ان پر سخت ناراض ہوا اور کہنے لگا میں تمہیں قریش کے سامنے لے جاؤں گا اور ذلیل و رسوا کروں گا۔ دونوں کے درمیان کشمکش بڑھتی چلی گئی۔ یہاں

مجھے ایسا لگ رہا تھا کہ اب جان نکل جائے گی کہ اچانک مجھے ایک اونٹ کی سوکھی ہوئی کھال دکھائی دی۔ میں نے اس کھال کو دھویا، جلایا اور پھر اس کو کوٹ کر قدرے پانی میں بھگو دیا اور تین روز تک اسی پر گزر کرتا رہا۔

تک کہ "ابوالبختری" نامی دشمن اسلام نے ابوجہل کی اس حرکت کی مذمت کی اور کہا: "وہ اپنا کھانا اپنی پھوپھی (خدیجہ) کیلئے لے جا رہا ہے لہٰذا تمہیں ممانعت کا کوئی حق نہیں ہے۔" جب ابوجہل پر اس کی اس بات کا بھی کوئی اثر نہ ہوا تو اس نے اس کی پٹائی بھی کی۔

اس معاہدہ کی تعمیل کے سلسلے میں "قریش" کے سخت رویّہ سے مسلمانوں کے صبر و ثبات قدم میں ذرہ برابر کوئی کمی نہ آئی اور آخر چھوٹے چھوٹے بچوں کے نالہ و فریاد اور عام مسلمانوں کی زبوں حالی دیکھ کر کچھ لوگ بے حد متاثر اور اس معاہدہ میں اپنی شرکت پر نادم و شرمندہ بھی ہوئے اور اس مسئلہ کا حل تلاش کرنے لگے۔

ایک دن "ہشام بن عمر" جو کہ عبدالمطلب کے نواسے تھے "زہیر بن ابی امیہ" کے پاس گئے اور کہا: کیا یہ بات تمہارے لئے مناسب ہے کہ تم بھر پیٹ کھانا کھاؤ اور بہترین کپڑے پہنو اور تمہارے عزیز و رشتہ دار گرسنگی و برہنگی کے عالم میں زندگی بسر کریں۔ خدا کی قسم اگر تم نے "ابوجہل" کے رشتہ داروں کے بارے میں یہ فیصلہ کیا ہوتا تو وہ اس معاملے میں ہرگز تمہارا ساتھ نہ دیتا۔ زہیر نے کہا: "میں تن تنہا قریش کے معاہدہ کو نہیں توڑ سکتا ہوں لیکن اگر کچھ لوگ بھی میرا ساتھ دینے کے لئے آمادہ ہو جائیں تو میں معاہدہ توڑ دوں گا۔ ہشام نے کہا: "میں تمہارے ساتھ ہوں۔ اس نے کہا کسی تیسرے آدمی کو بھی ساتھ لاؤ۔ وہ اپنی جگہ سے اٹھے اور "مطعم بن عدی" کی تلاش میں نکل پڑے مطعم کو مخاطب کرتے ہوئے انہوں نے کہا: "میرا خیال ہے کہ تم اپنے جد عبد مناف کی اولاد یعنی بنی ہاشم اور بنی المطلب کو مرتا ہوا دیکھنا ہرگز پسند نہ کرو گے۔ اس نے کہا: آخر میں کیا کروں؟ اکیلا آدمی کیا کر سکتا ہے۔ ہشام نے کہا: دو اور لوگ تمہارا ساتھ دینے کے لئے آمادہ

(باقی صفحہ ۳۶ پر)